# رویت ہلال میں جدید آلات ووسائل کے استعمال کی شرعی حیثیت: معاصر اہل علم کی آراء کا جائزہ

# The Legal Status of Innovative Tools and Resources in the Sighting of the Crescent: a Review of the Views of Contemporary Scholars

**Muhammad Hassan Raza**
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad
Email: hassani97edu@gmail.com

**Hafiz Muhammad Naveed**
Lecturer, Department of Islamic Studies, Federal Urdu university of Arts, Sciences & Technology ,Islamabad
hafizmnaveed@fuuast.edu.pk

**Muhammad Shahid**
M. Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University, Islamabad
shahid.multan715@gmail.com

## ABSTRACT

This article is written to give an overview of the legal status of the use of innovative tools and resources in Visibleness menisci and the views of contemporary scholars in this regard. Ancient scientists and modern scientific research have proved that the sighting of the moon on the 27th and 28th is impossible. Therefore, it is possible to visibleness to see it only on the 29th or 30th. The proof of the appearance of the moon is based on visibleness vision, so that every special and ordinary person, urban and rural can see it. obsoletely modern devices or resources for example binoculars, microscope, telescope or empyreal Observatory to see and not desired the legal Crescent . because the legalism has determined the sight of the crescent for Observatory positive ocular of the sight. However, the use of scientific and technical means in the sighting of the moon is not illegal, it is correct. This is also known from the opinion of most of the experts, so keeping in mind the legalism requirements of the sighting of the

crescent, there is no problem if help is sought from modern tools and resources.

**Keywords**: Islam’ Qur’an’ Hadith’ legalism, Visibleness Menisci, Modern instruments or resources, Moon visible, contemporarily knowledge.

عہدِ قدیم سے ماہ و سال کے حساب کے سلسلہ میں دو طرق رائج ہیں، ایک طریقہ شمسی حساب کا ہے، دوسرا قمری حساب کا ہے۔ جہاں تک شمسی حساب کا تعلق ہے تو اس کا مدار رویت پر نہیں بلکہ خالصتاً حساب پر ہے۔ اس کے بر عکس قمری حساب کا مدار رویت پر رہا ہے۔ رویت کے لیے جہاں اسلام میں شہادت کو معیار رکھا گیا ہے وہیں خبر کے ذریعے رویت کے تسلیم کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں بھی ہدایات دی گئی ہیں۔ جدید آلات و وسائل کے ذریعے رویت ہلال کی شرعی حیثیت کو بیان کرنے سے قبل ہم چاند کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے متعلق مختصر بات کرتے ہیں اوّلاً تو یہ کہ چاند ایک سیارہ ہے جو سورج کی روشنی سے منور رہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ چاند کا صرف وہی حصہ روشن رہتا ہے جس پر سورج کی روشنی پڑتی ہے۔ ثانیاً چاند کے طلوع (روشن نظر آنے) کا مطلب سورج کی روشنی سے اس کا منور رہنا اور غروب (روشن نہ نظر آنے) کا مفہوم سورج سے اس کا محروم ہو جانا ہے۔ پہلی تاریخ کو ہلال کی شکل میں چاند کا باریک دکھائی دینا، پھر رفتہ رفتہ بڑھ کر چودھویں رات کو بدرِ کامل بن جانا، پھر گھٹتے گھٹتے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جانا، اس کے واضح ثبوت ہیں۔ چاند جن تاریخوں میں غیر منور ہونے کی وجہ سے ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اُن میں قمری مہینے کی ستائیس، اٹھائیس تاریخیں بھی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِن دو ستائیس، اٹھائیس (27،28) تاریخوں میں چاند کی رویت ممکن ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں قدیم ماہرینِ ہئیت اور جدید سائنسی تحقیقات سے واضح ہے کہ ان تاریخوں میں چاند کی رویت نا ممکن ہے، چاہے دور بین، خورد بین اور ٹیلی سکوپ یا کسی بھی جدید آلے کی مدد سے چاند کو دیکھنے کی کوشش کی جائے، چاند نظر آ ہی نہیں سکتا کیونکہ مشرقی مواضع کے لیے رویت ہلال کا امکان اسی صورت میں ہے جب غروبِ آفتاب کے وقت چاند آفتاب سے کم از کم بارہ درجے جانبِ مشرق ہو، اگر چاند اور سورج کے درمیان صرف آٹھ درجے کا فاصلہ ہو تو سورج کی تیز شعاؤں میں گھڑے ہونے کی وجہ سے اس کی رویت ممکن نہ ہو گی۔ جب یہ بات واضح ہو گئی کہ چاند ستائیس اور اٹھائیس تاریخ کو نظر نہیں آسکتا تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کی رویت کا اعتبار کس دن کرنا ہے اور کیا جدید آلات و وسائل کی مدد سے کرنا ہے یا یا رویت بالبصر (کھلی) سے ہی اس کا اعتبار ہو گا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ رویت کا اعتبار انتیس یا تیس تاریخ کا ہی معتبر ہے کیونکہ ان تاریخوں میں سے ہی اسلامی ماہ کی تبدیلی ممکن ہے، نیز جدید آلات و وسائل رویت میں ممد و معاون تو ہیں تاہم ان پر کامل اعتبار نہیں کیا جا سکتا بلکہ شریعت کی رو سے اعتبار رویت بالبصر کا ہی ہو گا۔ ذیل میں جدید آلات و وسائل کے ذریعے رویت ہلال کی شرعی حیثیت بیان کی جا رہی ہے ملاحظہ ہو:

## رویت ہلال میں جدید آلات و وسائل کے استعمال کی شرعی حیثیت

شریعتِ اسلامیہ کے احکام تا قیامت اور ہر انسان کے لیے نازل کیے گئے ہیں، چاہے وہ انسان دنیا کے کسی خطہ یا کسی نسل سے تعلق رکھتے ہوں، اسی طرح کم پڑھے ہوں یا زیادہ پڑھے ہوں، شریعت کے مخاطب ہیں۔ اسلام کے بہت سے احکام ہلال کے طلوع پر موقوف ہیں، مثلاً قربانی اور حج، عید الفطر اور رمضان، عدت وفات کی گنتی 4 ماہ 10 دن اور جس کے حیض کی مدت تین ماہ ہو اور زکوۃ کی ادائیگی کے لیے ایک سال کا تعین، ایلا کے لیے چار ماہ کا تعین، کفارہ کے روزوں کے لیے دو ماہ کا تعین، ان تمام امور میں مدت کا تعین ہلال کے طلوع سے ہوتا ہے یہ تو دین کے احکام ہیں اور دنیا کے احکام مثلاً 4 ماہ بعد کسی نے قرض کی ادائیگی کرنی ہو یا اسی طرح کا کوئی اور معاملہ ہو تو وہ چاند پر موقوف ہے۔ لہذا رویت ہلال کا مسئلہ ایک عمومی مسئلہ ہے، اس کی ضرورت ایک شہری سے لے کر دیہاتی تک کو پڑتی ہے، اسی وجہ سے ہلال کے ثبوت کا مدار رویت پر رکھا جاتا ہے، کسی زر اور فنی چیزوں (سائنسی ٹیکنالوجی مثلاً دور بین، خورد بین، ٹیلی سکوپ وغیرہ) پر اس کا مدار نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا نہ ہو یعنی ہلال کے ثبوت کا مدار رویت پر نہ ہو بلکہ ٹیکنالوجی پر ہی ہو تو بہت سے لوگوں بلکہ اکثر کے لیے اس پر عمل مشکل ہو جاتا۔ اس وجہ سے اسلام میں ثبوتِ ہلال کا مدار رویت پر ہے، نہ کہ ٹیکنالوجی پر تاکہ انسانوں کو تکلیف مالا یطاق سے بچایا جا سکے۔ تاہم اگر رویت بالبصر کے ساتھ ساتھ جدید آلات و وسائل بھی مدد و معاون ہیں تو ان کا استعمال شرعاً جائز ہے مگر رویتِ ہلال کا اعتبار رویت بصری (کھلی آنکھوں سے نظر آنے) پر ہی ہو گا۔ اس پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شارع نے شمسی حساب کو چھوڑ کر قمری حساب کو کس لیے اختیار کیا ہے اور یہ نا صرف رمضان کے روزوں اور عیدین کے لیے بلکہ عدّتِ وفات اور عدّتِ طلاق (جس کو حیض نہ آتا ہو) اور نذر و کفّارہ کے روزوں کے لیے بھی قمری حساب کو لیا گیا ہے۔ جبکہ فقہاء نے تصریح کی ہے۔ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ دراصل اسلام اور اس کے احکام ہر فرد کے لیے ہیں خواہ وہ شہری ہو یا دیہاتی اور صحرائی۔ تب اگر مواقیتِ احکام کا مدار آفتابی کیلنڈر پر رکھ دیا جاتا تو دیہاتی اور صحرائی باشندوں کے لیے اس پر عمل درآمد دشوار ہو جاتا کیونکہ اس حساب کا تعلق رویت سے نہیں ہے کہ ہر شخص دیکھ کر تاریخ اور مہینے کا تعین کر لے، اس لیے شارع نے قمری حساب کو اختیار کر لیا جو رویت پر موقوف ہے، کیونکہ وہی ہر ایک کے لیے باعثِ سہولت ہے۔ خواہ وہ عالم ہو یا جاہل، سلطان ہو یا رعایا کا فرد، شہری ہو یا دیہاتی۔ اب اگر ہم قمری حساب کو رویت سے ہٹا کر فلکی حساب پر موقوف کریں جو خالص عقلی چیز ہے تو یہ کہا جائے گا کہ ہم نے شارع کی حکمت کو ضائع کر دیا اور اس کے خلاف صورت اختیار کر لی۔ حدیث مبارکہ میں فطری اور سادہ اصول بتایا گیا ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ: لاَ تَصُومُوا حَتَّى تَرَوُا الْهِلاَلَ، وَلاَ تُفْطِرُوا حَتَّى تَرَوْهُ، فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوا لَهُ ۔ [1]

"نبی اکرم ﷺ نے رمضان کا ذکر فرمایا کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو لیکن کسی وجہ سے رویت نہ ہو تو تیس دن مکمل کر لو۔"

کیا ہی سادہ حکم دیا گیا ہے کہ جس میں کچھ پریشانی نہیں ہے، ہر آدمی با آسانی معلوم کر سکتا ہے۔ اسی کو دوسری حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے:

إِنَّا أُمَّةٌ أُمِّيَّةٌ، لاَ نَكْتُبُ وَلاَ نَحْسُبُ، الشَّهْرُ هَكَذَا وَهَكَذَا يَعْنِي مَرَّةً تِسْعَةً وَعِشْرِينَ، وَمَرَّةً ثَلاَثِينَ ۔[2]

"آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم لوگ حساب و کتاب سے ناواقف ہیں، مہینہ (کبھی) انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا۔"

یہ حدیث قمری مہینے کے دخول کے مسئلہ میں وارد ہوئی ہے اور اس حدیث سے اس بات پر دلالت ہو رہی ہے کہ مہینہ کے شروع ہونے کی پہچان فلکی حسابات پر نہیں، بلکہ چاند کی رویتِ ظاہرہ کے اعتبار پر ہے۔ نیز رویت پر اعتماد کا ہونا اور حساب پر اعتماد کا نہ ہونا اس بات پر برانگیختہ نہیں کرتا کہ امتِ اسلامیہ جہالت پر قائم ہے اور اس نے حساب کو چھوڑ دیا ہے اور اسی طرح تمام نفع دینے والے علوم کو اس معاملے میں چھوڑ دیا ہے، دراصل مہینہ کی آمد و رفت میں چاند کو شرعاً مدار رکھا گیا ہے اس لیے حساب دانوں کا قول غیر معتبر ہے اور شرعاً ضروری بھی نہیں تاہم تطبیقاً فلکی حسابات، جدید آلات و وسائل مثلاً دوربین، خوردبین، ٹیلی سکوپ یا اس جیسے آلاتِ جدیدہ وغیرہ اور فلکی رصد گاہوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے تاکہ احادیثِ نبوی پر بھی عمل ہو اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہو سکے۔ اس ضمن میں مزید فقہاء کے دلائل ملاحظہ ہوں:

سب سے پہلے تو یہ بات ہے کہ رویت ہلال کا اعلان معتبر ہونے کے لیے معلن کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَن يَجْعَلَ ٱللَّهُ لِلْكَٰفِرِينَ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا۔[3]

"اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔"

اسی آیت کو دلیل بنا کر عالمگیری میں ہے:

لا يقبل قول الكافر الديانات۔[4]

یہ مسلّم اصول جو قرآن مجید کی آیت سے ماخوذ ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دیانات کے معاملہ میں کافر کا قول معتبر نہیں۔ یہ بات تو واضح ہو گئی، تاہم رویت کے لیے مسلمان کی گواہی معتبر ہوگی یہی نتیجہ ہے، مگر سوال یہ ہے کہ مسلمان کی رویت بصری تو معتبر ہے ہی، کیا جدید آلات و وسائل کے ذریعے بھی رصد گاہوں پر جو رویت ہوتی ہے وہ معتبر ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب شامی کی روشنی میں دیا جا سکتا ہے کہ "اگر مختلف طرق سے اتنی خبریں آجائیں کہ احتمالِ کذب و خطا ختم ہو جائے تو اس پر رمضان و عید دونوں کا ثبوت ہو سکتا ہے اس کو خبر مستفیض کہتے ہیں"[5] امام شامی اس پر مزید فرماتے ہیں:

وجه الاستدراک ان هذه الاستفاضة ليس فيها شهادةعلىٰ قضاء قاض ولا علىٰ شهادة لكن لما كانت بمنزلة الخبر المتواتر وقد ثبت بها ان اهل تلک البلدة صاموا يوم كذا لزم العمل بها۔[6]

"اگر کسی شہر کے بارے میں خبریں ہوں کہ فلاں شہر میں چاند دیکھا گیا اور علماء یا کمیٹی یا قاضی نے بعد شہادت چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا تو پھر اس خبر کو خبر مستفیض کہا جائے گا،لہذا اس پر مقامی قاضی یا کمیٹی فیصلہ کر دے تو درست ہو گا۔"

اس قول سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اگر رویت ہلال کمیٹی نے شہادت حاصل ہونے کے بعد چاند ہونے کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ معتبر ہو گا چہ جائیکہ کہ بعد از شہادت رویت جدید آلات و ذرائع سے بھی ثابت ہو جائے۔اعلانِ کمیٹی معتبر ہو گا۔اس کی توضیح مندرجہ ذیل ہے:

## رویت ہلال کمیٹی کا اعلان

چاند دیکھنے والے پر نظامِ قضا یا مقامی علماء یا ہلال کمیٹی کے ذمہ داروں کو جا کر شہادت دینا لازم ہے:

اذا رایٰ الواحد العدل هلال رمضان،يلزمه ان يشهد بها ليلة حرا كان او عبدا ذكراً كان او انثىٰ حتى الجارية المنحدرة تخرج و تشهد بغير اذن مولاها ۔[7]

"اگر ایک عادل شخص رمضان کا چاند دیکھے تو اس پر لازم ہے کہ اس رات میں اس کی گواہی دے آزاد ہو یا غلام مردہ ہو یا عورت یہاں تک کہ پردہ نشین باندی بغیر اجازت اپنے مالک کے نکل کر گواہی دے۔"

فاسق اگر اکیلا چاند دیکھے تو گواہی دے۔اصولی طور پر یہ خبر ہے نا کہ شہادت اور اگر ہلال کمیٹی یا مجلس قضاء میں جا کر گواہی دے تو یہ شہادت ہے:

(قبل بلا دعوىٰ و) بلا (لفظ اشهد) وبلا حكم وبلا مجلس قضاء، لانه خبر لا شهادة ۔[8]

یہاں ایک بات یہ قابلِ غور ہے کہ جدید ماہرینِ فلکیات کے حساب میں مہارت، محیر العقول آلات، رصدیہ کی ایجاد، اس علم کی گہرائی اور گیرائی سے حاصل شدہ قوت و مشاہدہ کی وقعت، مستقبل قریب و بعید میں ہونے والے کائناتی حوادث کے متعلق پیش گفتہ واقعات کی آئے دن کی صداقت اور اس طویل و عریض کائنات کی مسافت کو چند گھنٹوں اور منٹوں میں سمیٹ لینے کی سائنٹفک ایجادات کے علاوہ قرآن و حدیث کا مفہوماتی توسّع مثلاً

هُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ ٱلشَّمْسَ ضِيَآءً وَٱلْقَمَرَ نُورًا وَقَدَّرَهُۥ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوا۟ عَدَدَ ٱلسِّنِينَ وَٱلْحِسَابَ ۚ مَا خَلَقَ ٱللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِٱلْحَقِّ ۚ يُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۔[9]

"اللہ کی ذات وہی ہے جس نے سورج کو چمکتا ہوا بنایا اور چاند کو روشن کر دینے والا اور اس کی منزلیں مقرر کر دیں، تاکہ تم کو برسوں کی گنتی اور حساب معلوم ہو، اللہ نے یہ سب نہیں بنایا مگر تدبیر سے، اس لیے سمجھدار قوم کے لیے نشانیاں بیان کی ہیں۔"

اس جیسی مفہوم والی آیات کی روشنی میں ہر شہر اور ہر ملک کا الگ مطلع مقرر کرلینا غیر معقول سا لگتا ہے۔لہذا اگر ایک مطلع کے تحت ہی اعتبارِ اعلان ہو گا۔رویت ہلال کے سلسلہ میں احناف کا مفتٰی بہ مذہب یہ ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر نہیں ہے جیسا کہ شرح تنویر میں ہے:

واختلاف المطالع و رویته نهاراً قبل الزوال و بعده غیر معتبرعلیٰ ظاهر المذهب،وعلیه اکثر المشائخ،وعلیه الفتویٰ،بحر عن الخلاصه۔[10]

اور صرف احناف ہی کا مفتٰی بہ مذہب نہیں، بلکہ شوافع کے علاوہ حنابلہ اور مالکیہ کا معتمد علیہ مذہب بھی یہی ہے کہ اختلافِ مطالع معتبر نہیں جیسا کہ شامی میں ہے:

وانما الخلاف فی اعتبار اختلاف المطالع الخ بخلاف الاوقات الصلوة۔[11]

جبکہ احناف کے یہاں مطلع کے اختلاف کا اعتبار ہی نہیں ہے لہذا ان کے جواب کی ضرورت ہی نہیں۔صاحبِ نظام الفتاویٰ بیان کرتے ہیں کہ:"جہاں حکومت کی جانب سے قاعدہ شرعی کے مطابق رویت ہلال کا ثبوت حاصل کر کے اعلان کرنے کا قانون وانتظام ہو اور اس پر عمل رائج ومشہور ہو وہاں مقامی طور سے پورے حدودِ مملکت کے اندر عمل کرنے کے لیے یہ مطلق اعلان بھی مثلِ اعلان قاضی ومثل طبل قاضی وصوتِ مدافع مدافع وغیرہ معتبر ہو گا، خواہ حکومت مسلمہ ہو یا کافرہ، اس اعلان و نشریہ پر عمل کرنا لازم ہو گا:

لحصول غلبة الظن بهذا الطریق فی هذه الصورة۔[12]

"یہ حکم اس لیے ہے کہ اس صورت میں اس طریقہ سے غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا ہے۔"

اس سے ملخصًا معلوم ہوتا ہے کہ اعلانِ قاضی ورویت ہلال کمیٹی اگر قاعدۂ شرعی کے مطابق اعلان کرتے ہیں تو ان کا یہ اعلان معتبر ہو گا، چاہے وہ جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے شہادت یا خبر کے بعد ثابت ہو جائے اس کا اعتبار لازمی کیا جائے گا۔اس ضمن میں یہ خاص بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ چاند کے ثبوت کے لیے خبر اس وقت ہی معتبر ہو سکتی ہے جب ٹی وی چینلز اور میڈیا اس بات کے پابند ہوں کہ بغیر علماء کے فیصلہ کے کوئی خبر ہلال کے بارے شائع نہ کرے، بلکہ رویت ہلال کمیٹی کے ثقہ علماء کے انتظام سے خبر نشر کریں، اگر ثقہ لوگوں کے انتظام سے فیصلہ کو نشر کیا جائے گا تو ہی رویت ہلال کا ثبوت مانا جائے گا ورنہ نہیں، کیونکہ رویتِ چاند کے لیے شہادت شرط نہیں بلکہ عادل، ثقہ اور معتبر آدمی کی گواہی کافی ہے۔البتہ بقولِ شامی "اگر مختلف طرق سے اتنی خبریں آجائیں کہ احتمالِ کذب وخطا ختم ہو جائے تو اس پر رمضان وعید دونوں کا ثبوت ہو سکتا ہے"۔[13]

مفتیٔ ہند مولانا احمد رضا خان "العطایہ النبویہ فی فتاویٰ الرضویہ" میں فرماتے ہیں:"استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکمِ شرع قاضیٔ اسلام ہو کہ احکامِ ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہوں اور خود عالم اور اُن احکام میں علم وعامل و قائم یا کسی عالمِ دین محقق ومعتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا جہاں قاضیٔ شرع نہیں تو مفتیٔ اسلام، مرجع عوام و مثبت الاحکام ہو کہ احکام روزہ و

عیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کالانعام بطورِ خود عید ورمضان نہیں ٹھہرا لیتے، وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن بربنائے رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی"۔[14] اسے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ رویت ہلال میں رویت ہلال کمیٹی کا فیصلہ معتبر ہوگا، تاہم اعلان کرنے والا عالم محقق و معتمد ہو تب فیصلہ معتبر ہوگا۔

نیز فتاویٰ رضویہ میں حدیقہ ندیہ کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں:

اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مؤکلة الیٰ العلماء ویلزم الامة الرجوع الیھم و یصیرون ولاة فاذا عسر جمعھم علیٰ واحد استقل کل قطر باتباع علمائه فان کثروا فالمتبع اعلمھم فان استووا اقرع بینھم۔[15]،[16]

"جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کے سپرد ہوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہوگا کہ اپنے ہر معاملۂ شرعی میں اُن کی طرف رجوع کریں وہ علماء ہی قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے، پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا اتباع کریں، اگر ضلع میں زیادہ عالم ہوں تو جو سب میں زیادہ احکامِ شرعیہ علم رکھتا ہو اس کی پیروی ہوگی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قرعہ ڈالیں۔"

اس سے ایک تو علماء کے وقار کا پتا مل رہا ہے، دوسرا ان پر اعتماد کی راہ دکھائی گئی ہے، لہٰذا رویت ہلال کمیٹی کے ثقہ عالم کا فیصلہ بعد از شہادت و تصدیقِ خبر درست اور نافذ مانا جائے گا۔ مزید اس بات کی تائید مفتی وقار الدین کے وقار الفتاویٰ سے بھی ہوتی ہے کہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی شرعی طور پر شہادت لے کر جب اعلان کر دے گی تو وہ اعلان پورے ملک کے لیے ہو گا۔[17] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی جدید فقہی مسائل میں رقمطراز ہیں: "ٹی وی پر شہادت نہیں دی جاسکتی اس پر ہونے والی اطلاع محض خبر و اعلان کے درجہ میں ہوگی۔ اگر یہ اطلاع رویت ہلال کمیٹی کی طرف منسوب ہے تو اس علاقہ کے لوگوں کے لیے اس پر عمل کرنا واجب ہوگا اس لیے یہ محض اطلاع نہیں ہے بلکہ ایک فیصلہ کا اعلان ہے کیونکہ

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً کان او فاسقا ۔[18]

"بادشاہ کے منادی کی خبر مقبول ہے، چاہے وہ عادل (معتبر دیندار) ہو یا فاسق۔"[19]

ان تمام دلائل و براہین سے رویت ہلال کی جدید آلات و وسائل کے ساتھ شرعی حیثیت بھی ظاہر ہو جاتی ہے اور رویت ہلال کمیٹی کے ثقہ لوگ یا علماء کے فیصلہ کے نفاذ کی صورت بھی معلوم ہو جاتی ہے۔

**رویت کے غلط طریقے**

مولانا احمد رضا خان فرماتے ہیں: ثبوتِ ہلال کے شرعی طریقوں کے علاوہ جس قدر طرق لوگوں نے ایجاد کیے وہ باطل و مخذول (ذلیل کیا گیا) و ناقابل قبول ہے، مگر آج کل جہان میں جو غلط طریقے رائج ہیں وہ سات (7) ہیں:

**1۔ حکایتِ رویت:** یعنی کچھ لوگ کہیں سے آئے اور خبر دی کہ وہاں فلاں دن چاند دیکھا گیا وہاں کے حساب سے آج یہ تاریخ ہے، اس کا شرع میں کوئی اعتبار نہیں۔

**2۔ افواہ:** شہر میں افواہ اڑ جاتی ہے کہ فلاں جگہ چاند ہوا، جاہل اسے تواتر واستفاضہ سمجھ لیتے ہیں حالانکہ جس سے پوچھیے سنی ہوئی بات کہتا ہے، صحیح پتہ کوئی نہیں چلتا، منتہائے سند صرف دوایک ہوتے ہیں اسے استفاضہ سمجھ لینا محض جہالت ہے۔

**3۔ خطوط واخبار:** فلاں جگہ سے خط آیا، فلاں اخبار میں یہ لکھا پایا، شرعاً بالکل نامعتبر ہے۔ درمختار میں ہے (لایعمل بالخط)، ہدایہ میں ہے (الخط یشبه الخط فلایعتبر)۔

**4۔ تار (ٹیلیگرام):** یہ خط سے بھی زیادہ بے اعتبار ہے کیونکہ خط میں کاتب کے ہاتھ کی علامت تو ہوتی ہے یہاں اس قدر بھی نہیں تو اس پر عمل کون کہے گا، مگر اجہل سا اجہل، جسے علم کے نام سے بھی مس نہیں۔

**5۔ جنتریوں کا بیان:** کہ فلاں دن پہلی ہے، اول شوافع ومعتزلہ کا وغیر ہم کا خیال اس طرف گیا تھا کہ مسلمان عادل منجموں کا قول اس بارے میں معتبر ہو سکتا ہے، اور بعض نے قید لگائی تھی کہ جب ان کی ایک جماعت کثیر یک زبان بیان کرے کہ فلاں مہینے کی یکم فلاں روز ہے تو مقبول ہے مگر ہمارے آئمہ کرام اور جمہور محققین اسے ہرگز تسلیم نہیں کرتے۔

**6۔ قیاسات وقرائن:** مثلاً چاند بڑھا تھا، دیر تک رہا ضرور کل کا تھا، آج بیٹھ کر نکلا تو ضرور پندرہویں ہے، اٹھائیسویں نظر آیا تھا، مہینہ تیس کا ہو گا یہ قیاسات تو حسابات کی سی وقعت نہیں رکھتے۔

**7۔ استقرائی اور اختراعی قواعد:** مثلاً رجب کی چوتھی رمضان کی پہلی ہو، رمضان کی پہلی ذوالحج کی دسویں ہو، اگلے رمضان کی پانچویں اس رمضان کی پہلی ہو، چار مہینے متواتر تیس تیس کے ہو چکے ہیں، یہ ضرور انتیس کا ہو گا وغیرہ وغیرہ بھی بالکل نامعتبر ہے۔[20، 21] ماحولہ بالا ساتوں صورتوں میں سے کوئی ایک صورت پائی جائے یا ساری صورتیں پائی جائیں تو رویت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

**ہلال کے متعلق شرعی ضابطہ شہادت**

جب چاند کی رویت عام نہ ہو سکے صرف دو چار آدمیوں نے دیکھا ہو تو یہ صورتحال اگر ایسی فضا میں ہو کہ مطلع بالکل صاف ہو چاند دیکھنے سے کوئی بادل یا دھواں، غبار وغیرہ مانع نہ ہو تو ایسی صورت میں صرف دو تین آدمیوں کی رویت اور شہادت شرعاً قابلِ اعتماد نہ ہو گی جبکہ مسلمانوں کی بڑی جماعت اپنے دیکھنے کی شہادت نہ دے چاند کی رویت تسلیم نہ کی جائے گی۔ جو دیکھنے کی شہادت دے رہے ہیں اس کو ان کا مغالطہ یا جھوٹ قرار دیا جائے گا۔ ہاں اگر مطلع صاف نہیں تھا، غبار، دھواں، بادل وغیرہ افق پر ایسا تھا جو چاند دیکھنے میں مانع ہو سکتا ہے ایسی حالت میں رمضان کے لیے ایک ثقہ کی اور عیدین وغیرہ کے لیے دو ثقہ مسلمانوں کی شہادت کا اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ مگر حکومت کے لیے ایسی شہادت کا اعتبار کر کے ملک میں اعلان کرنے کے واسطے تین صورتوں میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے، اگر ان صورتوں میں سے کوئی بھی نہیں ہے تو ایسی شہادت کی بنیاد پر عید کا اعلان کرنا حکومت کے لیے یا کسی ذمہ دار جماعت کے لیے جائز نہیں۔ وہ تین صورتیں اصطلاحِ شریعت میں یہ ہیں:

**1۔ شہادت علیٰ الرویۃ**

شہادت علیٰ الرویۃ یہ ہے کہ ایسے عالم یا جماعتِ علماء کے سامنے یہ شہادت دینے والے بذاتِ خود پیش ہوں جن کے احکام شرعیہ، فقہ اور اسلام کے ضابطۂ شہادت میں مہارت پر پورے ملک میں اعتماد اور یقین کیا جاتا ہو اور یہ عالم یا علماء متفقہ طور پر اس شہادت کو قبول کرنے کا فیصلہ کرے۔

**2۔ شہادت علیٰ الشہادۃ**

شہادت علیٰ الشہادۃ یہ ہے کہ اگر یہ گواہ خود حاضر نہیں ہوئے یا نہیں ہو سکے تو ہر ایک کی گواہی پر دو گواہ ہوں اور وہ گواہ عالم یا علماء کے سامنے یہ شہادت دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے فلاں رات میں فلاں جگہ اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے۔

**3۔ شہادت علیٰ القضاء**

شہادت علیٰ القضاء یہ ہے کہ جس مقام پر چاند دیکھا گیا ہے اگر وہاں حکومت کی طرف سے کوئی ذیلی کمیٹی قائم ہے اور اس میں کچھ ایسے علماء موجود ہیں جن کے فتویٰ پر علماء اور عوام اعتماد کرتے ہیں اور چاند دیکھنے والے ان کے پاس پہنچ کر اپنی عینی شہادت پیش کریں اور وہ علماء ان کی شہادت قبول کریں تو ان علماء کا فیصلہ اس حلقہ کے لیے تو کافی ہے جس میں شہادت پیش ہوئی ہے مگر پورے ملک میں اس کے اعلان کے لیے ضروری ہے کہ حکومت کی نامزد کردہ مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے سامنے ان علماء کا فیصلہ مخصوص شرائط کے ساتھ پیش ہو۔[22]

**رویت ہلال پر اثر انداز ہونے والے عوامل**

فلکیاتی اور مقامی کیفیات کے تحت رویت ہلال پر اثر انداز ہونے والے عوامل یوں ترتیب دیئے جاسکتے ہیں:

**1۔ فلکیاتی کیفیات**

چاند کی عمر، چاند کا سورج سے زاویائی فاصلہ، سورج کا افق سے نیچے ہونا، چاند کا ارتفاع اور چاند کا زمین سے فاصلہ۔

**2۔ مقامی کیفیات**

مقامی کیفیات میں مطلع کی کیفیت، فضا کا شفاف پن، مقام مشاہدہ کا محلِ وقوع یعنی طول بلد اور عرض بلد اور مقامی مشاہدہ کی سطح سمندر سے بلندی۔ مقامی کیفیات کے ضمن میں مزید کار فرما عوامل: گرمی، سردی، فضا کی نمی، فضا کی خشکی ہیں۔ ان میں اوّل الذکر اور مؤخر الذکر عوامل انعطافِ نور میں کمی کا سبب ہوتے ہیں اس لیے رویتِ ہلال کے لیے کم سازگار ہوتے ہیں۔ رویت ہلال پر اثر انداز ہونے والے عوامل کی پہچان کے بعد جدید آلات و وسائل کے ذریعے رویت ہلال میں معاصر اہلِ علم کی آراء کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ ہو:

**معاصر اہل علم کی آراء کا جائزہ (دوربین، خوردبین، ٹیلی سکوپ، رصد گاہوں اور جدید آلات ووسائل کا حکم)**

اسلامی ماہ کے تعین کا مدار چاند کی عینی رویت پر ہے اور چاند کی رویت میں بہت سے عوامل مثلاً دیکھنے کی قوت و ضعفِ بصارت، غبار، مطلع کا صحیح تعین اور رائے کی قوت خیالی وغیرہ شامل ہے۔ اس لیے غلطی سے بچنے اور غلط شہادت کے قبول سے لوگوں کی عبادات کو غیر وقت میں ادا ہونے سے بچانے کے لیے رویت ہلال کا فیصلہ کرنے والے قاضی یا رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین کا علم ہئیت یا کم از کم علم ہئیت کی مبادیات سے واقف ہونا لازمی ہے جس سے چاند، سورج کی گردش اور قرب و بعد قرانِ شمس و قمر کا وقت اور چاند کا آفتاب کی شعاؤں سے نکل جانا وغیرہ امور کی معرفت حاصل ہونے کی وجہ سے قاضی اور چیئرمین رویت کی شہادت کے موقع پر ان امور سے استفادہ کر سکے گا۔ اور چاند کی شہادت کے قبول ورد میں صحیح فیصلہ تک پہنچ سکے گا۔ ذیل میں رویت ہلال میں جدید آلات ووسائل کے ذریعے معاصر اہل علم کی آراء جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کہتے ہیں کہ چاند کے ثبوت کے سلسلہ میں فقہاء نے جو قواعد مقرر کیے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مطلع ابر آلود نہ ہو تو یقینی خبر مطلوب ہے اس لیے ایسی صورت میں ہوائی جہاز سے اڑ کر یا دوربین کے ذریعے رویت کا اعتبار نہ کیا جائے گا کہ مطلع صاف ہونے کے باوجود معمول کی حالت میں چاند کا نظر نہ آنا چاند کے طلوع ہونے کو مشتبہ کر دیتا ہے، مطلع ابر آلود ہو تو گمانِ غالب کافی ہوتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں ہوائی جہاز یا دوربین کے ذریعے رویت معتبر ہونی چاہیے بشرطیکہ ہوائی جہاز کے ذریعے پرواز اتنی اونچی نہ کی گئی ہو کہ مطلع بدل جائے۔

نیز لکھتے ہیں کہ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ جدید آلات کے ذریعے رویت کی حیثیت محض کشف کی، ہے یعنی ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز وجود میں نہ ہو اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ نظر آنے لگے، بلکہ وہ ایک موجود کو جسے ہم دوری، غبار یا بصارت و نظر کی کمی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے، ہمارے لیے قابلِ دید بنا دیتی ہے۔ جس کی نظیر خود فقہاء متقدمین کے یہاں بھی ملتی ہے کہ اگر کوئی شخص بلند مقامات سے چاند دیکھے جبکہ نیچے سے نظر نہ آرہا ہو تو اس کی اطلاع قابلِ اعتبار ہوگی۔[23] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آلاتِ جدید سے رویت ہلال کی حیثیت محض کشف کی سی ہے۔

مولانا محمد سلطان عالم کے نزدیک: جمہور حضرات کے نزدیک حسابات پر مکمل اعتماد کرنا کہ حسابات ہی کو مدار سمجھ لیا جائے جائز نہیں۔ چنانچہ اگر انتیس تاریخ کو ساری دنیا کے حساب دان چاند کے مطلع پر موجود اور سو فیصد قابلِ رویت ہونے کی پیش گوئی کریں مگر کسی وجہ سے مثلاً مطلع ابر آلود ہونے کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے تیس دن پورے کیے جائیں گے اور محض حسابات کی بنیاد پر چاند ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ البتہ اگر مدار رویت پر رکھ کر جدید وسائل و حسابات سے دیگر کئی مسائل کی طرح اس مسئلہ میں بھی اسی طور پر مدد لی جائے کہ ان حسابات کو اصولِ شریعت کے تابع رکھا جائے اور ان پر عمل سے کسی شرعی اصول کا معارضہ یا ترک لازم نہ آئے تو جمہور متاخرین اور بعض متقدمین نے تصریح فرمائی ہے ایسا کرنا اصولِ شریعت یا عباراتِ فقہاء کے خلاف نہیں۔[24] اس رائے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مدار رویت پر ہو اور ساتھ جدید آلات و

وسائل سے بھی مدد لی جائے تو کوئی حرج نہیں، جماہیر متاخرین اور بعض قدماء کی عبارات سے اس ضمن تصریح ملتی ہے تاہم حسابات کو اصولِ شریعت کے تابع رکھنا ضروری ہو گا یعنی مدار رویت پہ ہی موقوف ہو۔

احسن الفتاویٰ میں مفتی بشیر احمد کی رائے یہ ہے کہ: "ماہرین فن، وجودِ قمر کے بعد بھی ہلال میں رویت کی صلاحیت نہ ہونے کے کچھ ضوابط متعین فرمادیں مثلاً اُفق سے ارتفاع اور شمس سے بُعد کے درجات کی تعین ہو جائے تو رویت کی شہادت کا معیار معلوم کرنے کے لیے مفید ہو سکتا ہے"۔[25] یہ رائے بطور مشورہ نظر آتی ہے کہ اگر ماہرینِ فن یعنی وہ لوگ جو جدید آلات و وسائل کے ذریعے رویت ہلال میں ماہر ہیں رویت کی شہادت کا معیار معلوم کرنے کے لیے کچھ اصول متعین کر دیں تو ان اصولوں کی روشنی میں رویت میں فائدہ ہو سکتا ہے، البتہ اس رائے میں یہ صریحاً موجود نہیں کہ رویتِ ہلال میں رویت بصری کو مدار رکھا جائے، تاہم کنایۃً اس سے اشارہ ملتا ہے یعنی اصولوں کی تعین کے ذریعے رویت کا ہونا۔

مولانا یوسف لدھیانوی آپ کے مسائل اور ان کے حل میں تحریر کرتے ہیں: "قمری مہینے کا شروع ہونا چاند دیکھنے پر موقوف ہے، فلکیات کے فن سے اس میں اتنی مدد لی جاسکتی ہے کہ آج چاند ہونے کا امکان ہے یا نہیں، لیکن جب تک رویت کے ذریعہ چاند ہونے کا ثبوت نہ ہو جائے محض فلکیات کے حساب سے چاند ہونے کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ مختصر یہ کہ چاند ہونے میں رویت کا اعتبار ہے۔ فلکیات کے حساب کا اعتبار بغیر رویت کے نہیں"۔[26] یہ ایسی رائے ہے جو اکثر ماہرین کی رائے ہے کہ چاند دیکھنے میں رویت پر ہی مدار ہو گا تاہم آلات و وسائل سے چاند دیکھنے کے لیے پہلے اس کی رویت کا ثابت ہونا ضروری ہے، پھر آلات و وسائل سے رویت ہو بھی جائے تو درست ہے شرعاً اس میں حرج نہیں۔

مفتی محمد نظام الدین ایک استفتاء کے جواب میں فرماتے ہیں: ظن و تخمین یا محکمۂ موسمیات کی تحقیقات وغیرہ پر (چاند کا) مدار نہ رکھا جائے جیسا کہ آیتِ کریمہ صاف وضاحت کرتی ہے۔ ارشاد ہے:

يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَ لَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ٘-وَ لِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۔[27]

"لہٰذا اگر رویت ہلال کے طریقے کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ ثبوتِ رویۃ کا اختیار کیا جائے گا تو اس نص کے صریح خلاف ہو گا جو کہ جائز نہ ہو گا۔"[28]

اس کا مفہوم صاف طور پر مطلع کر رہا ہے کہ طریقۂ رویت کے علاوہ ثبوتِ رویت کے لیے کوئی اور طریقہ صریحاً خلافِ نص ہو گا یہ شرعاً ناجائز ہے۔

رصد گاہ گرینیچ کی اسٹرانومیکل انفارمیشن شیٹ نمبر چھ (6) محررہ مارچ 1996ء میں تجویز کیا گیا ہے کہ رویت ہلال کا مشاہدہ چند غیر وابستہ افراد کے ذریعے ہونا چاہیے کیونکہ غیر ارادی طور پر غلط رویت کیے جانے کا ہمیشہ امکان ہوتا ہے "رصد گاہی ماہرین کی یہ تجویز حیرت انگیز طور پر ان ضابطوں سے مشابہت رکھتی ہے جو اسلامی فقہ میں رویت ہلال کی شہادتوں کے ضمن میں بیان کیے جاتے ہیں۔[29] نیز قدیم و جدید تحقیقات اس پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کے لیے کوئی فلکیاتی قاعدہ و حساب منضبط نہیں ہو

سکتا۔[30] اس رپورٹ سے بھی یہی معلوم ہو رہا ہے کہ چاند کی رویت کے معاملہ میں غیر وابستہ افراد کا اعتبار ہو گا فلکیاتی قاعدہ و حساب پر چاند کی رویت کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ پاکستانی مصنف ضیاءالدین ایک واقعہ تحریر کرتے ہیں جو یہاں نقل کیا جانا ضروری ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ انہوں نے یونیورسٹی آف لنڈن، آبزرویٹری سے استفسار کیا، اس کے جواب میں اُن کو یونیورسٹی آف لنڈن آبزرویٹری کے شعبۂ فزکس وعلومِ فلکیات کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر نے جو اپنی ماہرانہ رائے اور فیصلہ دیا، وہ یہ تھا کہ: آپ کے استفسار کے متعلق کہ آیا رصد گاہی سائنسدان کوئی ایسا معیار قائم کرنے کے قابل ہو چکے ہیں جس سے نیا چاند نمودار ہونے والی شام کی یقینی پیشین گوئی کی جا سکے، مجھے افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے۔[31] اس سے اس چیز کی نفی ملتی ہے کہ سائنسی آلات ووسائل کی مدد سے حساب لگا کر اگر چاند کی رویت کا کیلنڈر بنا لیا جائے تو اس پر اعتماد درست ہو گا، جیسے حکومتِ پاکستان کے وزیر سائنس و ٹیکنالوجی کی سرپرستی میں 2025ء تک کے لیے چاند کے طلوع و غروب کا کیلنڈر جاری کیا گیا ہے، تو ماہرین سے ماحولہ بالا استفسار کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ سائنسدان ایسا معیار قائم نہیں کر سکے جس سے چاند کے نمودار ہونے والی شام کا یقینی حساب لگایا جا سکے۔ لہذا حکومت کا ایسا کیلنڈر جاری کرنا لایعنی حیثیت معلوم ہوتا ہے۔

مفتی مظہر الدین شامزی کی رائے یہ ہے کہ چاند دیکھنے کے لیے جدید آلات استعمال کرنا یا ہوائی جہاز میں بیٹھ کر اوپر فضا میں دیکھنا اگرچہ جائز ہے، لیکن شرعاً ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ آلات ہر آدمی کو میسر نہیں۔ اس لیے اگر بادل میں چاند بھی افق پر موجود ہے لیکن بادل کی وجہ سے نظر نہیں آ رہا تو ہم اس کے مکلف نہیں ہیں کہ بادلوں سے اوپر جا کر چاند دیکھیں، بلکہ اس صورت میں یہ تصور کیا جائے گا کہ چاند نظر نہیں آیا۔[32] ان کی رائے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چاند کو جدید آلات ووسائل کی مدد سے دیکھنا جائز تو ہے، تاہم شرعاً اس کی ضرورت نہیں، کیونکہ شرع میں چاند کو دیکھنے کا معیار رویتِ بصری کو رکھا گیا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی سورۃ البقرۃ کی آیت 189 کے تحت لکھتے ہیں کہ چاند کا گھٹنا، بڑھنا ایک ایسا منظر ہے جس نے ہر زمانے میں انسان کی توجہ کو اپنی طرف کھینچا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ یہ گھٹتا بڑھتا چاند تمہارے لیے اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک قدرتی جنتری ہے، جو آسمان پر نمودار ہو کر دنیا بھر کے لوگوں کو بیک وقت ان کی تاریخوں کا حساب بتاتی رہتی ہے۔[33] ان کے نزدیک چاند ایک قدرتی جنتری ہے جو دنیا بھر کے لوگوں کو تاریخوں کا حساب بتاتی ہے۔ علامہ عبدالرزاق بھترالوی تفسیر نجوم الفرقان میں لکھتے ہیں: "کسی مہینے کی ابتدائی تاریخ یا انتہائی تاریخ کو ستاروں کا حساب لگانے والے علمِ ہیئت والوں کا اعتبار نہیں کیا جائے گا:

والاجماع علیٰ عدم الاعتداد بقول المنجمين ولو اتفقوا علىٰ انه يرى ۔[34]

"کیونکہ اس مسئلہ پر محققین اہلِ علم کا اجماع ہے کہ صرف چاند کی منازل کا حساب کرنے والوں پر اعتبار نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ سب اس پر اتفاق بھی کر لیں کہ آج چاند دکھائی دینے کی تاریخ ہے۔"

ان کی رائے بھی جدید آلات و وسائل سے چاند دیکھنے کے حوالہ سے واضح ہے کہ چاند کی منازل کا حساب کرنے والوں پر اعتبار نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ سب متفق ہو جائیں،لہذا ان کے نزدیک چاند کے نمودار ہونے کا اعتبار پھر رویتِ بصری پر ہی موقوف ہو گا۔علامہ غلام رسول سعیدی اپنی رائے کا اظہار یوں کرتے ہیں کہ چاند کا کبھی آدھا، کبھی پورا نظر آنے کا تعلق علمِ ہئیت، علمِ نجوم اور علم الافلاک سے ہے اور نبی کا منصب احکامِ شرعیہ بیان کرنا ہے، علمِ توقیت کے احکام بیان کرنا نبی کا منصب نہیں ہے۔ تاہم اس سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ قمری تقویم اسلامی ہے اور شمسی تقویم غیر اسلامی ہے۔چاند اور سورج دونوں اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور دونوں کی گردش بھی اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق ہے، بعض عبادات چاند کی گردش کے حساب سے ہیں، جیسے حج، رمضان اور عیدین اور بعض عبادات سورج کی گردش کے حساب سے مربوط ہیں، جیسے ہر روز کی پانچ نمازیں۔[35] ان کی رائے یہی ہے کہ چاند اور سورج دونوں کی تقویم اسلامی ہیں، اللہ کے نبی ﷺ علمِ توقیت کو بیان کرنے کے لیے نہیں تھے آئے، بلکہ احکام خداوندی کو پہنچانے کے لیے آئے تھے،لہذا چاند کی رویت کا معاملہ ان کے نزدیک اس کے علم کے جاننے والوں پر موقوف ہے۔

جسٹس پیر کرم شاہ الازہری ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں کہ چاند کا نمودار ہونا ایک اندازے سے اس کا بڑھنا، پھر گھٹنا اور پھر غائب ہو جانا، ایک عجیب بات تھی جس کی وجہ معلوم کرنے کے لیے رہ رہ کر دل میں شوق پیدا ہوتا۔ صحابہ نے اس کی وجہ دریافت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا جواب نہ دیا۔ کیونکہ اس کا جواب ہمیں خود تلاش کرنا تھا، بلکہ چاند کے گھٹنے، بڑھنے کے فوائد بتادیئے کہ اس سے تم اپنی عبادات، لین دین وغیرہ کے وقت مقرر کرسکتے ہو۔ اور یہ کھلی ہوئی جنتری ہے۔ جس سے پڑھا ہوا یا ان پڑھ، شہری ہو یا دیہاتی، وقت معلوم کر سکتا ہے ۔[36] ان کے نزدیک چاند ایک کھلی جنتری ہے، یعنی اس سے صرف عبادات اور لین دین کے اوقات متعین ہوتے ہیں، ہمیں خود اس کے نمودار ہونے کا جواب تلاش کرنا ہے۔

"رویت ہلال فقہ اسلامی کی روشنی میں" میں یہ رائے دی گئی ہے کہ دوربین اور فلکیاتی حساب کے درپے ہونا شریعتِ اسلامیہ کی روح کے خلاف ہے، البتہ تائید کے لیے اس سے مدد لے سکتے ہیں اور آلاتِ جدیدہ و حساب کے ذریعے رویت میں غلطی کا امکان زیادہ رہتا ہے، اس لیے چاند کی تولید چند ساعت سورج سے قریب ہونے کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہے، لیکن ہلال کا اطلاق اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک رویت بصری تک کی حد نہ پہنچ جائے۔ اب اگر دوربین (جس سے دن میں ستارہ نظر آ سکتا ہے) کے ذریعے حاصل ہونے والی رویت کو معتبر مان لیا جائے تو وقت سے پہلے رویت ثابت ہو جائے گی، جس کی وجہ سے بعض مرتبہ اٹھائیس دن کا مہینہ ہو سکتا ہے جو خلافِ نص ہے۔ لیکن ایسا دوربین جسے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیے پھرتے ہیں اس طرح کے دوربین سے حال ہونے والی رویت معتبر ہو گی۔ اس لیے کہ اس کی رویت بصری رویت کے ہم مانند ہے ۔[37] اس رائے کے کا خلاصہ یہ ہے کہ چاند کی رویت کے لیے فلکی حسابات اور جدید آلات و وسائل پر مکمل انحصار کرنا اسلامی شریعت کے خلاف ہے، تاہم تائید کے لیے ان آلات و وسائل سے مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی فرماتے ہیں کہ مہینے کے ثبوت کے لیے اصل اعتماد رویتِ ہلال پر ہو گا، البتہ فلکی حسابات اور فلکی رصد گاہوں سے مدد حاصل کی جا سکتی ہے تاکہ احادیثِ نبوی پر بھی عمل ہو اور سائنسی حقائق کی بھی رعایت ہو سکے۔[38] ان کے نزدیک اسلامی ماہ کے تعین کے لیے اصل اعتماد رویت پر ہی موقوف ہے، البتہ فلکی حسابات اور فلکی رصد گاہوں سے بھی مدد حاصل کی جا سکی ہے تاکہ شریعت پر بھی عمل ہو جائے اور ساتھ ساتھ سائنسی علوم وحقائق کی بھی رعایت رکھی جا سکے۔

مفتی منیب الرحمٰن اپنی تصنیف رویت ہلال میں یہ ماہرانہ رائے دیتے ہیں کہ آج کل بعض جدت پسند اہلِ علم یہ کہتے ہیں کہ رویت علم کے معنیٰ میں ہے اور چونکہ موجودہ دور میں سائنسی اور فنی ذرائع علم سے چاند کی رویت کا ظنّ غالب ہو جاتا ہے، تو اس پر اعتماد کر کے مستقل کیلنڈر بنالیا جائے۔ ہم کہتے ہیں: کہ رویت کا حقیقی معنیٰ آنکھ سے دیکھنا ہے اور اسے علم کے معنیٰ میں لینا مجاز ہے۔ اور اصول فقہ کا مسلّمہ قاعدہ ہے کہ جب تک کسی لفظ کا حقیقی معنیٰ لینا دشوار نہ ہو تو اسے مجاز پر محمول نہیں کریں گے۔ ہمارے نظامِ رویت کا مدار بنیادی طور پر رویت بصری پر ہے، لیکن اگر سائنسی اور فنی ذرائع سے ہمیں کسی چیز کا علم قطعی یا ظنّ غالب ہو جائے تو شرعاً اس سے استفادہ کرنے میں حرج نہیں بلکہ کرنا چاہیے اور ہم بہت سے دینی معاملات میں ان سے استفادہ کرتے ہیں۔ ہم دینی مسائل کو شرعی اصولوں کے مطابق حق کرتے ہیں، لیکن ان اصولوں کا اطلاق کرنے میں قطعی سائنسی معلومات پر مدار رکھ سکتے ہیں۔ آخر میں کہتے ہیں چند منحرفین کو موجودہ نظام کا پابند بنانے میں حکومت ناکام ہے، تو محض سائنٹیفک نظام کا پابند انہیں کونسی اتھارٹی بنائے گی؟۔[39]

مفتی منیب الرحمٰن چونکہ رویتِ ہلال کمیٹی کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں اس لیے ان کی رائے چاند دیکھنے کے معاملے میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے، لہٰذا اِن کی رائے کے مطابق سائنسی اور فنی ذرائع علم سے چاند کی رویت کا ظنِ غالب رکھ کر مستقل کیلنڈر بنا لینا درست نہیں کیونکہ رویت کا حقیقی معنیٰ آنکھ سے دیکھنا ہے، لہٰذا حقیقی معنیٰ سے مجاز کی طرف رجوع نہیں کیا جائے گا، نیز ان کی رائے ان شرعی اصولوں کے عین مطابق ہے جو اوپر رویت ہلال کی شرعی حیثیت کے تحت بیان کر دیئے گئے ہیں کہ ہمارا نظامِ رویت کا مدار اصلاً وشرعاً رویت بصری پر ہے، تاہم سائنسی اور فنی ذرائع جیسے دوربین، خوردبین، ٹیلی سکوپ اور ان جیسے جدید آلات ووسائل کی مدد سے شرعاً استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، ان سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں، تاہم مدار رویتِ بصری پر ہی ہو گا۔

**خلاصہ بحث**

قدیم ماہرین اور جدید سائنسی تحقیقات سے یہ ثابت شدہ ہے کہ چاند کی رویت ستائیس اور اٹھائیس تاریخ کو ناممکن ہے، لہٰذا انتیس یا تیس کو ہی اس کی رویت ممکن ہے۔ چاند کی نمو داری کے ثابت ہونے کا مدار شرعاً رویتِ بصری پر رکھا گیا ہے تاکہ ہر خاص وعام، شہری و دیہاتی دیکھ سکے، البتہ جدید آلات ووسائل (دوربین، خوردبین، ٹیلی سکوپ، فلکی رصد گاہوں) سے چاند دیکھنا شریعت کا مقصود نہیں، کیونکہ شریعت نے رویتِ بصری کو ہی رویتِ ہلال کے لیے مدار متعین کیا ہے۔ تاہم سائنسی وفنی

ذرائع سے چاند کی رویت میں استفادہ کرنا شرعاً ناجائز نہیں، درست ہے۔ جیسا کہ ماہرین کی رائے بھی اس ضمن میں واضح طور پر یہی ظاہر کرتی ہے، لہذا رویت ہلال کے شرعی تقاضے کا خیال رکھتے ہوئے ساتھ اگر جدید آلات و وسائل سے بھی مدد لی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

## مآخذ و مراجع

[1] البخاري، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: اذا رایتم الھلال فصوموا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 2019ء، حدیث:1906

Al-Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel,Al-jame Al-Sahi,Dar ul Kutub Al-Ilmia,Berot,2019,Hadith:1906

[2] البخاري، الجامع الصحیح، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ لانکتب ولا نحسب، حدیث:1913

Al-Bukhari,Muhammad Bin Ismaeel,Al-jame Al-Sahi ,Hadith:1913

[3] سورۃ النساء4:141

Surat ul Nisa4:141

[4] نظام الدین، مولانا، فتاوی عالمگیری، مترجم سید امیر علی، کتاب الشہادات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س-ن، ج:۵، ص319

Nizam ul din,Fatawa Alamgiri,Maktaba Rehmania,Lahore,Vol:5,P:319

[5] محمد امین، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، دار عالم الکتب، الریاض، 2003ء، ج:۳، ص357

Muhammad Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar ala Durr e Mukhtar,Dar e Alim Kutub,Al-Riaz,2003,Vol:3,P:357

[6] محمد امین، ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، جلد3، ص359

Muhammad Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar ala Durr e Mukhtar, ,Vol:3,P:359

[7] نظام الدین، فتاوی عالمگیری، کتاب الصوم، جلد2، ص13

Nizam ul din,Fatawa Alamgiri, ,Vol:2,P:13

[8] علاؤالدین، محمد بن علی، الدر المختار، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2002ء، کتاب الصوم، ص144

Muhammad Ala o Din, Muhammad Bin Ali, Al-Durr ur Mukhtar,Dar ul Kutub Al Ilmia ,Berot,2002,P:144

[9] سورۃ یونس10:5

Surat Younus10:5

[10] محمد امین، ابن عابدین، الدر المختار شرح تنویر الابصار، دار عالم الکتب، الریاض، 2003ء، جلد3، ص363

Muhammad Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar ala Durr e Mukhtar, ,Vol:3,P:363

[11] محمد امین، ابن عابدین، الدر المختار شرح تنویر الابصار، جلد3، ص364

Muhammad Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar ala Durr e Mukhtar, ,Vol:3,P:364

[12] مفتی محمد نظام الدین اعظمی، منتخبات نظام الفتاویٰ، ایفا پبلیکیشنز، نئی دھلی، مارچ2013ء، جلد1، ص496

Mufti Muhammad Nizam ul din Azami, Muntakhaat Nizam e Fatawa,Ifa Publications,New Dehli,2013,Vol:1,P:496

[13] محمد امین بن عابدین شامی، الرد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الابصار، جلد3، ص359

Muhammad Ibn e Abdin,Radd ul Mukhtar ala Durr e Mukhtar, ,Vol:3,P:359

[14] امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور، اگست 1996ء، جلد10، ص419،418

Imam Ahmad Raza Khan,Fatawa Rizvia ,Raza Fondation,Lahore,1996,Vol:10,P:418-419

[15] نابلسی، علامہ عبد الغنی بن اسماعیل ،الحدیقۃ الندیہ،النوع الثالث من انواع العلوم الثلاثۃ،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد، س۔ن، جلد1، ص351

Nabalsi,Allamah AbdulGhani Bin Ismael,Al-Hadiqat ul Nudia,Maktaba Noria Rizvia,Faisal Abad,Vol:1,P:351

[16] امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، جلد10، ص413

Imam Ahmad Raza Khan,Fatawa Rizvia,Vol:10,P:413

[17] مفتی محمد وقار الدین، وقار الفتاویٰ، بزم وقار الدین، کراچی، مئی2008ء، جلد2، ص420

Mufti Waqar ul Din ,Waqar ul Fatawa,Bazam e Waqar ul Din, Karachi,2008,Vol:2,P:420

[18] نظام الدین، فتاوی عالمگیری، کتاب الصوم، جلد2، ص13

Nizam ul din,Fatawa Alamgiri, ,Vol:2,P:13

[19] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، زمزم پبلشرز، کراچی، جون2010ء، جلد2، ص14

Moulana Khalid Saif ul Allah Rehmani,Jadid Fiqhi Masail,Zamzam Publishers,Karachi,2010,Vol:2,P:14

[20] امام احمد رضا خان، فتاویٰ رضویہ، جلد10، ص433،428

Imam Ahmad Raza Khan,Fatawa Rizvia,Vol:10,P:428-433

[21] مفتی فیض احمد اویسی، رویت ہلال، عطاری پبلشرز، کراچی، س-ن، ص19،18

Mufti Faiz Ahmad Owaisi,Royat Halal,Attari Publisherz,Karachi,P:18-19

[22] مفتی رشید احمد، احسن الفتاوی، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی، 1425ھ، کتاب الصوم، عیون الرجال لرویۃ الہلال، جلد4ص488،487

Mufti Rashid Ahmd,Ahsan ul Fatawa,H.M.Saeed Company,Karachi,Vol:4,P:487-488

[23] مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، جدید فقہی مسائل، جلد2، ص16

Moulana Khalid Saif ul Allah Rehmani,Jadid Fiqhi Masail, Vol:2,P:16

[24] مولانا محمد سلطان عالم، تسہیل رویت ہلال، الحجاز، کراچی، نومبر2012ء، ص45

Moulana Muhammad Sultan Alim,Tasheel Royat Hilal,Al-Hijaz,Karachi,2012,P:45

[25] مفتی رشید احمد، احسن الفتاویٰ، کتاب الصوم، عیون الرجال لرویۃ الہلال، جلد4، ص495

Mufti Rashid Ahmd,Ahsan ul Fatawa, Vol:4,P:495

[26] مولانا یوسف لدھیانوی، آپ کے مسائل اور ان کے حل، مکتبہ لدھیانوی، کراچی، اپریل 1997ء، جلد 3، ص 261
Moulana Yousuf Ludhyanavi,Ap ke Masail aur un ka Hal,Maktaba Ludhyanavi,Karachi,1997,Vol:3,P:261

[27] سورۃ البقرۃ 2:185

Surat ul Baqara2:185

[28] مفتی محمد نظام الدین اعظمی، منتخبات نظام الفتاویٰ، جلد 1، ص 456
Mufti Muhammad Nizam ul din Azami, Muntakhaat Nizam e Fatawa,Vol:1,P:456

[29] خالد اعجاز مفتی، رویت ہلال مسئلہ اور حل، دار لکتاب، لاہور، مئی 2019ء، ص 90
Khalid Ijaz Mufti,Royat Hilal Masla aur Hal,Dar ul Kitab ,Lahore,2019,P:90

[30] مفتی محمد شعیب خان مفتاحی، رویت ہلال اور جدید فلکیات، شعبۂ تحقیق واشاعت، بینگلور، س-ن، ص 8
Mufti Muhammad Shoib Khan Miftahi,Royat Hilal Aur Jadeed Falkiyat , Menglor,P:8

[31] مفتی محمد شعیب خان مفتاحی، رویت ہلال اور جدید فلکیات، ص 10
Mufti Muhammad Shoib Khan Miftahi,Royat Hilal Aur Jadeed Falkiyat ,P:10

[32] مفتی نظام الدین شامزی، الاتمام والاکمال فی رویۃ الھلال، مجلس تعاون اسلامی، کراچی، س-ن، ص 13
Mufti Nizam ul Din Shamzai,Al-Itmam Wal-Ikmal Fi Royat e Hilal, Karachi,P;13

[33] سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، س-ن، ص 149،148
Syed Abu Ala Moudoodi,Tafheem Ul Quran,Idara Tarjuman ul Quran ,Lahore,P:148-149

[34] علامہ عبدالرزاق بھترالوی، نجوم الفرقان فی تفسیر القرآن، ضیاء العلوم پبلی کیشنز، راولپنڈی، دسمبر 2006ء، جلد 4، ص 611
Allamah Abdu ul Razzaq Bhutralvi,Nujoom Ul Quran ,Zia ul Uloom ,Rawalpindi,2006,Vol:4,P:611

[35] علامہ غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، فرید بک سٹال، لاہور، اپریل 2013ء، جلد 1، ص 716

Allamah Ghulam Rasool Saeedi,Tibyan ul Quran ,Fareed Book Stall,Lahore,2013,Vol:1,P:716

[36] پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہور، 1995ء، جلد 1، ص 131
Peer Muhammad Karam Shah ,Zia Ul Quran , Zia Ul Quran Publications,Lahore,1995,Vol:1,P:131

[37] اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا، رویت ہلال فقہ اسلامی کی روشنی میں، ایفا پبلیکیشن، جون 2010، نئی دہلی، ص 463
Islamic Fiqh Academy,India,Royat Hilal Fiqh e Islami Ki Roshni mien,Ifa Publicion,New Dehli,2010,P:463

[38] تقی عثمانی، قرار دادیں اور سفارشات، ص 49
Taqi Usmani,Qrar Daden Aur Sifarshat,P:49

[39] مفتی منیب الرحمٰن، رویت ہلال، ادارہ عرفان التوقیت، کراچی، اپریل 2018ء، ص 29،28
Mufti Munib Ul Rehman ,Royat e Hilal,Idara Irfan ul Touqeen,Karachi,2018,P:28-29